مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علٰی حبیبک خیر الخلق کلّھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس ؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدس ؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

استغفار کے فوائد۔ اِنسان گناہ کیوں کرتا ہے اور اِس کی حکمت
گناہ کا اعتراف اور ندامت بھی ضروری ہے۔ بڑی غلطی وہ ہوتی ہے جو اللہ کے یہاں بڑی ہو
اللہ کی رحمت نہ ہو تو معمولی بات بھی بڑا گناہ بن سکتی ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 58 سائیڈ A 1986 - 04 - 25)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے مثالیں بھی دی ہیں واقعات بھی بتائے ہیں کہ اِستغفار سے کیا کیا فوائد ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں یہ آتا ہے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جو اِستغفار کو لازمی کرلے عادت بنالے جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَّخْرَجًا اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے ہر تنگی سے کشادگی پیدا فرماتے ہیں وَمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا اور ہر غم سے نجات کا راستہ وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ [1] اور اللہ تعالیٰ اُس کو وہاں سے رزق پہنچائیں گے جہاں اُس کا گمان نہ ہوگا۔

قرآنِ پاک میں سورۂ نوح میں ہے کہ حضرتِ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ فرمایا تھا اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا اللہ سے اِستغفار کرو وہ معاف فرمانے والا ہے۔ کیا کیا فوائد ہوں گے؟

[1] مشکوۃ شریف ص ۲۰۴

تو فوائد بتلائے يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے قحط سالی خشک سالی دُور ہوجائے گی وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ اور اللہ تعالیٰ تم کو مزید عطا فرمائیں گے مال بھی اَور نرینہ اَولاد بھی۔ مال کی کمی بھی بہت پریشانی کی بات ہے۔ اَولاد میں نرینہ اَولاد نہ ہو تو پریشانی کی بات ہے، یہ سب چیزیں یعنی قحط سالی، مالی کمی، نرینہ اَولاد کا نہ ہونا یا کم ہوجانا یہ اُن کی قوم میں پایا جاتا تھا مگر حضرتِ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ بطور سزا کے ہے تمہارے لیے، تم اِستغفار کروگے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوجائیں گے تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے اَور یہ پریشانیاں جو اِس قسم کی ہیں یہ جاتی رہیں گی۔ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا تمہارے لیے یہ باغات ہیں، باغ تیار دیر سے ہوتا ہے اَور جَل جائے درخت تو اُس کی جگہ پورا درخت مکمل پیدا ہونے میں تو بڑا وقت چاہیے یہ بھی ہوگا نہریں بھی چلیں گی یعنی پانی کی اِتنی فراوانی ہوجائے گی کہ تمام قسم کی ضرورتیں جو ہوتی ہیں اِنسان کی، پھلوں سے یا زمین کی پیداوار سے متعلق وہ سب پوری ہوں گی لیکن اُن کی قوم نہ مانی۔

حضرتِ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص اُن کے پاس آیا تو اُس نے یہی شکایت کی کہ مالی کمی ہے بہت پریشانی ہے اُنہوں نے اُسے اِستغفار بتلایا، کسی اَور شخص نے نرینہ اَولاد کے نہ ہونے کو بتایا اُس کے لیے بھی اُنہوں نے یہی بتلایا اُس کو کہ اِستغفار کرو، سُننے والے جو پاس بیٹھے تھے ایک صاحب، اُنہوں نے کہا کہ آپ نے اِس کو بھی اُس کو بھی اَور کوئی اَور بھی آیا تھا اُس کو بھی مختلف اَغراض کے لیے اِستغفار بتلایا ہے تو اُنہوں نے پھر یہ آیت پڑھی کہ حضرتِ نوح علیہ السلام نے جیسا کہ قرآنِ پاک میں آتا ہے اپنی قوم کو اِستغفار کا مشورہ یا حکم دیا اور تبلیغ کی اللہ کی طرف سے کہ اُنہیں اِستغفار کرنا چاہیے اور جب وہ اِستغفار کریں گے تو یہ خشک سالی جاتی رہے گی بارش ہوگی پانی کی فراوانی ہوگی پیداوار ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

اِنسان گناہ کیوں کرتا ہے ؟ :

آخر اِنسان گناہ کرتا ہی کیوں ہے اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں نہیں کردیا کہ گناہ ہی نہ ہو، تو حدیثِ پاک میں آتا ہے یہ کہ گناہ سے توبہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے کہ کوئی اُس سے توبہ کرے اَور توبہ وہی کرے گا جو گناہگار ہوگا ملائکہ کو حکم نہیں ہے کہ وہ اِستغفار کریں کیونکہ گناہ ہے ہی نہیں ہاں اِنسانوں کو حکم ہے کہ اِستغفار کریں کیونکہ گناہ ہے جنات کو حکم ہے کہ وہ اِستغفار کریں کیونکہ گناہ ہے جانوروں کا یہ معاملہ نہیں ہے کہ وہ

اِستغفار کریں اُن کے بارے میں کچھ بھی نہیں ہے اُن کا گناہ ہی نہیں ہے۔ تو آقائے نامدار ﷺ قسم کھا کر فرماتے ہیں وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ قسم اُس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا اگر تم گناہ نہ کرو لَذَھَبَ اللّٰہُ بِکُمْ تو اللہ تعالیٰ تمہیں تو لے جائیں وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ اَور ایسے لوگوں کو (تمہاری جگہ) لائیں کہ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ کہ جن سے گناہ ہو اَور وہ خدا سے توبہ کریں تو فَیَغْفِرُلَھُمْ [۱] اُن کو اللہ تعالیٰ بخشے اپنی بخشش سے نوازے۔

اللہ تعالیٰ کے جو اَسمائے صفات ہیں ننانوے اُن میں '' غَفَّارْ '' بھی ہے یعنی بخشنے والا، اُن میں '' تَوَّابْ '' بھی ہے توبہ بہت زیادہ قبول فرمانے والا یا بار بار قبول فرمانے والا، گناہ تو بار بار ہوتا ہے اَور '' عَفُوٌّ '' بھی ہے اللہ کے اَسمائے حُسنیٰ میں اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یہ حدیث کی دُعاء ہے۔ تو اِن صفات کا تقاضا یہ ہے کہ اِن صفات کا کوئی مَصرف (مظہر) ہو وہ مَصرف یہی ہے اِنسان اَور جنات یہ دو مُکلّف بنادِیے اِن دو کو اپنی مغفرت کا اَور عفو کا مَصرف بنادیا توبہ قبول فرمانے کا تو صفاتِ رحم سے تعلق ہے قریب قریب۔ اِس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کا وجود قدرتی طور پر عقلی طور پر بھی سمجھ میں آتا ہے جب اللہ کی یہ صفات ہیں تو اِن صفات کا کہیں استعمال تو ہوتا ہوگا تو وہ استعمال تم پر ہو رہا ہے لیکن اگر تم فرشتے بن جاؤ یا جانور بن جاؤ تو پھر اللہ ایسی مخلوق اَور پیدا فرمادیں گے کہ جو گناہ اَور توبہ دونوں کام کریں گے۔

گناہوں کا اعتراف ضروری ہے مگر صرف اللہ کے سامنے :

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بندہ جب گناہ کا خدا سے اِقرار کرلیتا ہے ثُمَّ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ [۲] پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اُس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ تو جس بندے سے گناہ کا صدور ہوا ہو اُس کے اعتراف کا مطلب کیا ہے کیا وہ کسی کے سامنے اعتراف کرے جا کر؟ نہیں کسی کے سامنے نہیں کرے گا اعتراف، کسی دُوسرے کو بتلانا اپنے گناہ کو کہ یہ گناہ میں نے کیا ہے یہ منع ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے اِنَّ مِنَ الْمَجَانَۃِ یعنی یہ بندے کی بے پرواہی کی بات ہے کہ وہ خدا کی رحمت سے بے پرواہ ہونا ظاہر کر رہا ہے اپنا کہ اللہ تعالیٰ نے تو اُس کے گناہ پر رکھا ہے پردہ اَور وہ اپنا پردہ خود کھول رہا ہے کہتا ہے میں

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۳ [۲] اَیضاً

نے یہ گناہ کیا ہے تو اعتراف کا مطلب پھر کیا ہے؟ اعتراف کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل میں اعتراف کرے کہ واقعی میں نے برا کام کیا مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے نافرمانی ہوئی ندامت اُس کے دل میں آئے، ندامت دل میں لانا یہ اعتراف ہے۔ اعتراف سے مراد اپنے اور اللہ کے درمیان اعتراف کرنا ہے مخلوق کے سامنے گناہ کا اِظہار کرکے پھر اِستغفار کرنا پھر اِعتراف کرنا یہ مطلب نہیں ہے اِس کا تو اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ جب بندہ اپنے دل میں مان لیتا ہے یہ بات کہ میں پُرتقصیر ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے ثُمَّ تَابَ پھر وہ اللہ کی طرف رُجوع کرتا ہے تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ [1]

بار بار گناہ کرنے والوں میں یا توبہ کرنے والوں میں شمار ہوگا؟ :

ایک بات یہ بھی ہوتی ہے اِنسان سے کہ اُس نے توبہ کرلی اور پھر گناہ کرلیا پھر کہتا ہے آئندہ کبھی نہیں کروں گا ایسا، تھوڑی دیر گزرتی ہے پھر وہی کرلیتا ہے پھر کہتا ہے ہرگز نہیں کروں گا اور کبھی نہیں کروں گا وغیرہ وغیرہ لیکن تھوڑے عرصے بعد پھر وہ کام کرلیتا ہے گناہ کا، تو یہ آدمی اللہ تعالیٰ کے یہاں بار بار گناہ کرنے والوں میں لکھا جائے گا یا بار بار توبہ کرنے والوں میں اِس کو لکھا جائے گا کیونکہ دونوں باتیں بار بار پائی جارہی ہیں گناہ بھی بار بار اور توبہ بھی بار بار۔ تو یہاں حدیث شریف میں آتا ہے مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ جو آدمی خدا سے اِستغفار کرتا رہے اُس کو اللہ کے یہاں اُن لوگوں میں شمار نہیں کیا جائے گا کہ جو گناہ پر جمے ہوئے ہیں وَاِنْ عَادَ فِی الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً [2] اگرچہ وہ دن میں اُس گناہ کو ستّر دفعہ کرلے اور ستّر ہی دفعہ توبہ کرلے تو اُس کو یہ نہیں لکھا جائے گا اللہ کے یہاں کہ یہ گناہ پر جما ہوا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ كُلُّكُمْ خَطَّاءُوْنَ تم سب کے سب بار بار غلطیاں کرنے والے ہو کوئی ایسا نہیں ہے جس سے غلطی نہ ہوتی ہو بلکہ یہ سمجھ لیں کہ بار بار ہوتی ہے یا خَطَّاءُوْنَ کا ترجمہ بڑی بڑی غلطیاں کرنے والے ہو۔

---

[1] ان سے مراد وہ گناہ ہیں جو حقوق اللہ سے متعلق ہوتے ہیں اور جو گناہ بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتے ہوں اُن میں صرف دل میں ندامت اور اعتراف کافی نہیں ہے جس بندہ کا حق تلف کیا اور اُس کے ساتھ ظلم و زیادتی کی ہو اُس کو اُس کا حق ادا کرنا یا اُس سے معاف کرانا بھی ضروری اور لازمی ہے اِس کے بغیر اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرماتے۔ (محمود میاں غفرلہٗ) [2] مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۴

اللہ کی رحمت نہ ہوتو معمولی بات بھی بڑا گناہ بن سکتی ہے :

معنٰی یہ ہے کہ اگر خدا کی رحمت نہ ہوتو پھر تو بڑی سخت بات بن سکتی ہے۔ اِس پر مجھے خیال آتا ہے ویسے کہ ابوبکر اَور عمر رضی اللہ عنہما سے افضل تو اُمت میں اَور کوئی نہیں ہے بعد میں ہی ہے دُوسروں کا درجہ افضلیت میں، مرد ہوں یا عورتیں ہوں سب میں افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اُن کے بعد حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ ہیں اَور دونوں کے بارے میں یہ آتا ہے کَادَ الْخَیِّرَانِ یَھْلِكُ قریب تھا کہ یہ دو بڑے اچھے لوگ نیکوکار ہلاک ہوجائیں اَور بات کیا تھی؟ وہی تھی جو سورۂ حجرات میں آتی ہے لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز سے زیادہ آواز نہ اُٹھاؤ، زیادہ زور سے بولنا یہ بھی گستاخی ہے وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ جیسے ایک دُوسرے سے زور زور سے بول لیتے ہیں اِس طرح نہ کرو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کہ تمہارے عمل ضائع چلے جائیں خدا کی نظر میں معاذ اللہ اَور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔ یہ گناہ کیسا ہوا؟ زبان سے متعلق، رفعِ صوت گلے سے متعلق، اَلفاظ زبان سے متعلق، بظاہر غور کیا جائے کوئی (بڑا) عملی گناہ اُس نے نہیں کیا لیکن اِتنی سی بات پر بھی یہ فرمادیا گیا کہ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔

دربارِ رسالت ﷺ کا اَدب :

تو حضرتِ ابوبکر اَور حضرتِ عمر رضی اللہ عنہما بعد میں بہت آہستہ بات کرتے تھے بعض دفعہ دہرانی پڑتی تھی کہ کیا کہہ رہے ہیں ذرا زور سے بتائیں حالانکہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ جَھِیْرُ الصَّوْتِ تھے۔

حضرتِ ثابت ابن قیس ابنِ شماسؓ جو ہیں وہ تو گھر میں بیٹھ گئے وہ رسول اللہ ﷺ کے بہت مقرب صحابی تھے فصیح اللسان تھے جہیر الصوت تھے لاؤڈ سپیکر تو ہوتا نہیں تھا تو خطیب اگر اچھا بھی ہو اَور آواز بلند نہ ہو تو بڑی دِقت کی بات ہوتی تھی خطابت کے لوازمات میں سے یہ تھا کہ اچھی اَور بڑی آواز ہو تو یہ خطیب تھے رسول اللہ ﷺ کے۔ تو جب بھی بولتے تھے کیونکہ آواز قدرتی بڑی تھی تو وہ زیادہ آواز ہوتی تھی جب یہ آیتیں اُتریں تو وہ گھر میں بیٹھ گئے آئے ہی نہیں (سامنے) آتے ہوں گے نماز کو اَور خاموشی سے چلے جاتے ہوں گے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہی نہیں پڑے تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پوچھا کہ وہ کہاں

ہیں؟ تو معلوم ہوا گھر میں ہیں، پوچھوایا کیا بات ہے نہیں آئے ملے نہیں؟ جو بھی پیغام دیا ہو اِس قسم کا تو اُس آدمی نے آکر بتایا کہ وہ تو اِن آیتوں کی وجہ سے بہت پریشان ہیں غم میں مبتلا ہیں وہ کہتے ہیں کہ میرے تو عمل سارے ضائع چلے گئے ہوں گے کیونکہ اُن کی آواز تو ہمیشہ ہی زیادہ ہوتی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اُن سے یہ کہو کہ تم اہلِ نار میں سے نہیں ہو وَلٰکِنَّکَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ [1] تم جنتی ہو اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ تو اِنسان سے غلطی ہوتی ہے اَور اگر یہ ترجمہ کیا جائے کہ بڑی غلطی ہوتی ہے تو بڑی غلطی بھی ہوجاتی ہے کبھی نہ کبھی۔

بڑی غلطی وہ ہے جو اللہ کی نظر میں بڑی ہو :

اَور بڑی غلطی کا مطلب وہ نہیں ہے کہ جسے ہم بڑی غلطی سمجھتے ہیں بلکہ وہ ہے جو خدا نے بتادی ہو وہ بڑی غلطی ہے چاہے اُس کو بعض لوگ غلطی بھی نہ سمجھتے ہوں مگر خدا کے یہاں وہ غلط ہے تو اَب اِن میں جب ہر اِنسان ایسا ہوا کہ اُس سے غلطی ہوتی ہے تو اچھا کون ہے؟ تو فرمایا کہ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ اِن خطا کاروں میں بہترین وہ ہیں کہ جو بار بار توبہ کریں، جو توبہ بار بار کرتے رہیں وہ بہترین لوگ ہیں۔ تو اِستغفار کی بڑی فضیلتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمتوں اَور مغفرتوں سے نوازے، ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے، اپنی رضا اَور فضل نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعاء ......

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۷۶